بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

(حفیظ تائب کی زمین میں)

حافظ زاہد حسین سعید

وہ دو جہاں کی آبرو ! یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ
ہر چاک دل کا وہ رفو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

قائم ہے ان ہی سے بھرم، ورنہ جہاں میں دم بہ دم
ہیں فتنہ ہائے ہا و ہو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

ان کی غلامی کے صلے، میں ہوں محیط بیکراں
میں گرچہ تھا اک آبجو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

جب تک نہ ان کو پا سکے کیونکر نظر کو بھا سکے؟
حسن جہانِ رنگ و بو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

ان سے درِ منزل کھلا، اِک عقدہ مشکل کھلا!
"اَلْمُلْکُ وَالْحُکْمُ لَہٗ" یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

اب لٹ چکا ہے کارواں، اک دوسرے سے بدگماں
ہر راہبر ہر راہ جو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

خونِ رگِ جانِ حَرم، صحرا بہ صحرا یم بہ یم
قریہ بہ قریہ کو بہ کو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

دل کُلبۂ احزاں ہوا، یہ مرجع پیکاں ہوا
ہر سُو مزارِ آرزو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

برگشتہ میخانہ ہوں، محروم یک پیمانہ ہوں
خالی مرے جام و سبو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

ان سے تعلق توڑ کر، گلزار ہست و بود میں
میں اک نخیل بے نمو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

ان سے "عقیدت" ہے ہمیں، اِک محفل میلاد تک
پھر خوشہ چینانِ عدو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

ایمان کی لذّت گئی، احساس کی دولت گئی
امّت ہوئی بے آبرو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

ہیں رہروانِ بے ہدف، اور صف بہ صف کاسہ بکف
اَغیار کے ہم رُو برو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

اَلفاظ کا میں بازی گر، اَفکار کا دریُوزہ گر
بے نام میری جستجو یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ